## (۱)

(فرمودہ ۲۵- ستمبر ۱۹۱۱ء بمقام قادیان)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔[1]

انسان اپنے نفس کی خوشی کے لئے بہت سی مختلف خواہشات اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ چاہتا ہے اُسے آرام ملے، سکون حاصل ہو، عزت ہو، خوشی ہو، راحت ہو، فرحت ہو ان خواہشات کو پورا کرنے کے واسطے وہ مختلف طرز کی کوششیں کرتا ہے اور ہر قسم کے سامان مہیا کرتا ہے۔ دانا لوگوں نے جب فطرتِ انسانی کا مطالعہ کیا اور دیکھا کہ ان خواہشات کا پورا کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے تو انہوں نے ایسی تدابیر سوچیں جن سے یہ فطری تقاضا بھی پورا ہو اور کوئی مفیدِ مطلب نتیجہ بھی نکل آئے۔ اس کوشش کی سب سے چھوٹی سی مثال گڑیوں کے کھیل میں پائی جاتی ہے۔ جب دیکھا گیا کہ لڑکیوں میں قدرتاً کھیل کی طرف میلان ہے۔ تو ان کے واسطے ایک ایسا کھیل ایجاد کیا گیا جو نہ صرف تفریح کا کام دے اور قویٰ کی نشوونما میں مدد دے بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کا موجب ہو جائے۔ گڑیوں کا کھیل ایسا ہے کہ اس میں لڑکیاں سینا، پرونا، کھانا پکانا اور آئندہ زندگی کے تمام ضروری حالات سے واقف ہو جاتی ہیں۔ کبھی گڑیا کا پاجامہ سِیا جا رہا ہے، کبھی اس کا کُرتہ بُنا جا رہا ہے، پھر گڑیا کا بیاہ ہوتا ہے۔ اس طرح کھیل میں ہی ان کا تمام چال چلن سنوارا جاتا ہے۔ ان کے خیالات میں ترقی ہوتی ہے۔ ان کے نشوونما میں مدد ملتی ہے۔ یہ تو انسانی تدابیر کا نتیجہ ہے۔ مگر انسان کیا اور اس کے ذہنی قویٰ کیا۔ جب اللہ

تعالیٰ اس طرح انسان کے فطرتی تقاضا کو پورا کرنے کے واسطے کوئی مفید حکمت بتلاتا ہے تو وہ بہت ہی اعلیٰ بات ہوتی ہے اور اس میں بڑے بڑے فوائد نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خود خالق ہے وہ خوب جانتا ہے کہ انسان کی فطرت میں بھی یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ خوشی کی خواہشمند ہو اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس کی خوشی کے لئے عید کا دن مقرر کیا ہے اور اس میں بہت سی باریک حکمتیں رکھ دی ہیں اور انسان کے لئے بڑے بڑے منافع کی باتیں اس میں شامل کر دی ہیں۔ عید یا خوشی کا دن چونکہ فطرتِ انسانی میں داخل ہے اس واسطے تمام قوموں میں عید منائی جاتی ہے۔ عیسائیوں کی عید عنقریب دسمبر کے آخر میں ہونے والی ہے جس کو کرسمس کہتے ہیں۔ ایک اور عید عیسائیوں کی ایسٹر میں ہوتی ہے۔ ہندو بھی دسہرہ اور ہولی مناتے ہیں۔ سکھ بھی عید کرتے ہیں۔ یہودیوں میں بھی فرعون کی غلامی سے بچنے کے دن سال بہ سال عید ہوا کرتی ہے اور اس کے سوا اور بھی ان کے درمیان عیدیں ہیں۔ غرض کُل قوموں میں عید منانے کا دستور چلا آتا ہے۔ یہی انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اس سے قویٰ میں نشوونما ہوتا ہے۔ لیکن حقیقتاً عید دل کی خوشی سے ہوتی ہے۔ اگر کسی کے گھر میں رات چوری ہو گئی ہو اور اس کا تمام مال لوٹا گیا ہو تو وہ صبح کیا عید منائے گا۔ یا کسی کے ہاں ماتم ہو گیا تو وہ کیا عید کرے گا جب تک کہ دل میں راحت نہ ہو کوئی عید نہیں۔ صرف کپڑوں کی تیاری اور کھانے پینے کا نام عید نہیں ہے مگر عید دل کی خوشی سے بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے واسطے دو عیدیں مقرر کی ہیں اور ہر دو میں بڑی حکمتیں رکھ دی ہیں۔ ہر دو میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دل کی سچی راحت جس کو تم تلاش کرتے ہو وہ ہم بتلاتے ہیں کہ کس طرح مل سکتی ہے۔ پہلی عید کے قبل ایک ماہ کا روزہ مقرر کیا ہے کہ جب انسان اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اس کے لئے بھوک پیاس برداشت کرتا ہے تو یہ اس کے واسطے ایک خوشی کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عبادت کے بعد وہ ایک عید مناتا ہے۔

دوسری عید میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی طرف اشارہ کر کے ہر مسلمان کو جسے استطاعت ہو قربانی دینے کا حکم ہے۔ اس میں یہ سِرّ ہے کہ تم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دو۔ حقیقی عید یہی ہے۔ مگر یہاں کیسی مشکل ہے کہ بر خلاف اس کے آج کل کے مسلمان عید کے دن گندے افعال کرتے ہیں۔ عیش و عشرت میں دن گزارتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ دل کی خواہشوں کو قربان کریں زنا

اور فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح کے حواریوں نے خواہش کی کہ ہمیں مائدہ ملے تاکہ ہمارے لئے عید ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مائدہ تو اُترے گا مگر مال و دولت پا کر انسان گمراہ ہو جاتا ہے اور فرعون بن جاتا ہے۔ اللہ کے پیاروں پر حملے کرنے لگ جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ اگر مائدہ پا کر تم میری مرضی کے خلاف چلو گے تو میں ایسی سزا دوں گا جو کبھی کسی کو نہ ملی ہو۔ جب خدا کی نعمت ملتی ہے تو اس کے ساتھ ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ خدا کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے۔ خدا اندھا کر دے' بہرہ کر دے' جذام ہو جائے' مرگی پڑ جائے' پاگل بن جائے' ننگ و ناموس جاتا رہے' عذابِ الٰہی کو کون برداشت کر سکتا ہے۔ عیسائیوں کو دیکھو انہوں نے خدا ہی نیا بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایسا سخت گناہ ہے کہ قریب ہے اس سے آسمان و زمین پھٹ جائیں۔ پیشگوئیوں سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسا سخت وقت آنے والا ہے۔ ابتلاء سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے عید کے دن جو خوشی کا دن ہے بجائے پانچ کے چھ نمازیں مقرر کر دی ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ جب مال و دولت' آرام و راحت حاصل ہو تو عبادت زیادہ کرو۔ جب ان کی خواہشات بڑھیں تو نماز بھی ایک اور بڑھا دی۔ جب چھ نمازیں پڑھیں گے تو ان کی توجہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اور بھی بڑھ جائے گی۔

مسلمانوں نے جب اس کے برخلاف کیا تو ان پر ہر طرف سے دکھ کی مار پڑی۔ ملک چھینے جارہے ہیں' عزت و مال جاتے رہے' سب سے زیادہ ذلیل ہو گئے ہیں۔ دیکھو مراکش مسلمانوں کی سلطنت ہے مگر جرمن اور فرانس اس پر قبضہ کرنے کے واسطے اعلانیہ آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ گویا اسلامی بادشاہ کی کوئی ہستی ہی نہیں اور اس کے ملک کو اپنا حق جانتے ہیں اور اس کی کوئی عزت ان کے دلوں میں نہیں۔ ہمارے بادشاہ بھی ذلیل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ابتلاؤں سے بچنے کا یہ علاج مقرر کیا ہے کہ پہلے سے بڑھ کر عبادت کرو' صدقہ دو' حج کے لئے سفر اختیار کرو' قربانیاں دو۔ افسوس ہے کہ مسلمان خیال کرتے ہیں کہ عید ایک میلہ ہے اور دُنیوی راحت کے لئے ہے۔ اصلی راحت تو اللہ تعالیٰ کی رضا سے حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم حقیقی راحت کو سمجھیں اور پائیں۔

(بدر نمبر ۴۶' ۴۷ جلد ۱۰ صفحہ ۷' ۸۔ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

---

لہ المائدۃ: ۱۱۳ تا ۱۱۶